Article

Comparision of Social Elements in Novel Giran and Neeli Bar

ناول "گراں" اور "نیلی بار" میں سماجی عناصر کا تقابلی مطالعہ

Muhammad Tamoor Khan*[1]
Visiting Lecturer, Department of Urdu, Fedral Urdu University, Islamabad
Dr Humaira Ishfaq*[2]
Associate Professor, Department of Urdu, International Islamic University Islamabad.

1.محمد تیمور خان

وزیٹنگ لیکچرار، شعبہ اردو، وفاقی اردو یونیورسٹی، اسلام آباد

2۔ڈاکٹر حمیرا اشفاق

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

Correspondanance: mtaimoor550@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 21-04-2024
Accepted:20-06-2024
Online:28-06-2024

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Novel is a mirror of society. It is not possible for the creator of any other genre to depict the society, the story of the rise and fall of social values, the changes taking place at the social level and their impact on the society in the way a novelist does. A novelist being a part of the society and observing the society, sometimes his real experiences are also made a part of the novel. It is usually found in those novelists who are making the contemporary historical and social scenario a part of the novel.Dr Tahira Iqbal has presented different aspects of social and cultural life of Punjab in her novels. In this article , efforts is made to compare the social elements in her both novels; Giran and Neeli Bar.

KEYWORDS: : Tahira Iqbal , Novel, Neeli Bar, Giran , Social , Cultural , Literature, Genera, Litrrary History, impact, Prose, rituals , Values ,Norms.

اردو میں سماجی عکاسی اور سماج کی پیش کش کے حوالے سے لکھے گئے ناولوں کی ایک مضبوط روایت موجود ہے۔ یوں تو کسی بھی موضوع پر لکھا گیا کوئی ناول ہو، اس میں سماجی عکاسی لازمی ہوتی ہے۔ کوئی ناول نگار ایسا نہیں ہے جو سماج سے کنارہ کش ہو کر یا سماج کو نظر انداز کر کے ناول تخلیق کر سکے، لیکن بعض ناول نگار ایسے بھی سامنے آئے ہیں جن کے ہاں ہمیں ناولوں میں عصری تاریخ اور سماجی پیش کش بڑے توانا انداز میں ملتی ہے۔ طاہرہ اقبال کا شمار بھی ایسے ناول نگاروں میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنے ناولوں میں سماج کی بہترین تصویر کشی کی ہے۔ طاہرہ اقبال کے دونوں ناولوں گراں اور نیلی بار میں سماجی پیش کش کا جو انداز ملتا ہے، دونوں ناولوں کے تقابلی تناظر میں اس کا جائزہ لیا جائے تو ان دونوں ناولوں میں سماج کی تصویر کے متنوع رنگ سامنے آتے ہیں۔

سماج کا خطے اور علاقے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ ایک خطے کی سماجی اقدار دوسرے خطے سے کئی حوالوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک خطے میں بسنے والی مختلف اقوام کی سماجی اقدار میں بھی دوسری اقوام کی نسبت کسی نہ کسی حد تک فرق پایا جاتا ہے۔ یہی یوں ہم دیکھتے ہیں کہ اردو کے بیشتر ناولوں میں سماج کی پیش کش کے جو متنوع زاویے اور سماجی اقدار کا جو منفرد منظر نامہ دکھائی دیتا ہے اس کے پس منظر خطے اور قوم کی انفرادیت اہم عنصر کے طور پر موجود دکھائی دیتی ہے۔ ایک تخلیق کار جب ایک سے زیادہ ناول لکھتا ہے تو وہ اپنے ناولوں میں ایک سے زیادہ خطوں اور علاقوں کو موضوع بناتا ہے۔ ان مختلف خطوں کی سماجی اقدار کی انفرادیت اس کے مختلف ناولوں کی انفرادیت بن کر سامنے آتی ہے۔ یوں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک تخلیق کار کے مختلف ناولوں میں سماجی اقدار کا منظر نامہ مختلف ہونے کے باوجود ہمیں سماج سے ہم آہنگ دکھائی دیتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کسی تخلیق کار کے ایک سے زیادہ ناولوں کا سماجی تقابل کرتے ہوئے کم تر اور برتر کے تصور کو واضح کرنے کی بجائے محقق اور نقاد کو اپنی توجہ اس امر پر مرکوز رکھنی چاہیے کہ تخلیق کار نے جس خطے کو موضوع بنایا ہے، اس خطے کی سماجی اقدار کو بیان کرنے اور سامنے لانے میں وہ کس حد تک کامیاب رہا ہے۔ کیا اس نے سماج کا اجمالی جائزہ لیتے ہوئے مجموعی منظر نامے کو بیان کر دیا ہے یا سماج کی تہ میں اتر کر سماج کی جڑوں تک رسائی حاصل کرنے اور قاری کو سماجی اسرار سے آگاہی دلانے میں کامیاب رہا ہے۔ اس زاویے پر تحقیق و تنقید کو آگے بڑھاتے ہوئے بہتر نتائج سامنے لائے جا سکتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ ایک ناول نگار کا کون

سا ناول ایسا ہے جو سماجی اقدار کو مربوط انداز میں سامنے لاتا ہے، اور ایک سماج میں بسنے والے زیادہ سے زیادہ قبائل او ر طبقات کی سماجی اقدار تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔

طاہرہ اقبال کے ناول گراں اور نیلی بار کا سماجی تقابل بھی ہم انھی خطوط پر کریں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ طاہرہ اقبال نے ان دونوں ناولوں میں دو مختلف خطوں کو موضوع بنایا ہے۔ جغرافیائی تغیر کی وجہ سے سماجی تغیرات بھی سامنے آتے ہیں۔ گراں میں پوٹھوار کے خطے کی کہانی سامنے آتی ہے تو نیلی بار اسی ناول سے موسوم خطے نیلی بار میں بسنے والے لوگوں کے سماجی حالات کو عصری تاریخ کے تناظر میں سامنے لاتا ہے۔ دونوں خطوں کی جغرافیائی صورت حال پائی جانے والی تبدیلی ان دونوں ناولوں میں سماجی پیش کش میں بھی موضوعاتی سطح پر افتراکات پیش کرتی ہے۔

ناول گراں اور نیلی بار کے سماجی تقابل میں سب سے پہلے ہم ان دونوں ناولوں کی کہانی کے زمان اور مکان کو دیکھتے ہیں۔ زمان و مکان کسی بھی ناول کے لیے بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ہر کہانی ایک خاص زمان و مکان کی پیداوار ہوتی ہے، اسے سمجھنے کے لیے بھی اسی زمان و مکان کی تفہیم بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر کوئی محقق یا نقاد زمان و مکان کو نظر انداز کر کے ناول کی تفہیم کی کوشش کرتا ہے تو وہ درست نتائج سامنے لانے سے قاصر رہے گا۔ زمان مکان کی اہمیت سماجی جائزے میں اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ہر خطے اور ہر عہد کی اپنی سماجی اقدار ہوتی ہیں جن کی تفہیم کے لیے ناول میں زمان و مکان کے تصور کو سامنے رکھتے ہوئے تفہیمی عمل کی طرف بڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے، تب ہی ایک سماج کا دوسرے کے ساتھ تقابل کیا جاسکتا ہے اور اسی صورت میں ہی درست نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

ناول گراں جس خطے کی کہانی بیان کرتا ہے وہ خطے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں اپنی سماجی اور تہذیبی اقدار کے حوالے سے انفرادیت کا حامل ہے۔ پوٹھوار کا خطہ اپنے مخصوص جغرافیائی، تہذیبی اور ثقافتی اقدار کی وجہ سے اپنی خاص انفرادیت رکھتا ہے۔ اس خطے کو کئی ناول نگاروں نے ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔ طاہرہ اقبال کا ناول گراں اس خطے کی تہذیبی اور سماجی اقدار کے گرد گھومتا ہے۔ انھوں نے قیام پاکستان سے قبل کے عہد سے خطے میں بسنے والے لوگوں کے سماجی اور تہذیبی حالات کو موضوع بنانے کے ساتھ ساتھ پاکستان بننے کے بعد کے کئی سالوں کی سماجی صورت حال کو بھی اس ناول میں بیان کیا ہے۔ یوں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ناول ایک خاص تہذیبی اور سماجی منظر نامے کے حامل خطے سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ زمانی اعتبار سے بھی اس عہد سے تعلق رکھتا ہے جو ہندوستانی تاریخ کا اہم عہد ہے۔ اس عہد میں ہندوستان کی تقسیم اور اس کے سماجی اثرات سے سماجی سطح پر جو تبدیلیاں پیدا کیں، وہ اس ناول میں بڑی مہارت سے بیان کی گئی ہیں۔

ناول گراں اور نیلی بار میں سماج کے منظر نامے کا زمانی جائزہ لیا جائے تو یہاں بھی تاریخی تناظر کی طرف بڑا سماجی فرق زمان کا ہی دکھائی دیتا ہے۔ ناول گراں میں جس سماجی تصویر کشی کی گئی ہے۔ وہ ہندوستان کو مسلم ہندو مشترک سماج ہے جس کی اپنی سماجی روایات اور سماجی اقدار تھیں۔ اگرچہ مذہب سماجی اقدار کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے لیکن طاہرہ اقبال نے ناول گراں میں سماجی اقدار کا تذکرہ کرتے ہوئے مذہب سے زیادہ توجہ اس امر پر رکھی ہے کہ ہندوستان

کے اس مشترکہ سماج کو سامنے لایا جائے تو تقسیم سے قبل ہندوستان کا طرہ امتیاز تھا۔ اس وقت ہندوستان پر انگریز کی حکمرانی تھی۔ طاہرہ اقبال نے بڑی مہارت سے سماجی حوالے سے اس حقیقت سے روشناس کرایا ہے کہ اگرچہ انگریزی عملداری سے ہندوستان کے لوگوں کے بہت سے حقوق پامال بھی ہو رہے تھے تاہم اس مشترکہ سماج میں انگریزی پالیسیوں اور ان کے سماجی اثرات کی وجہ سے انگریز کے بارے میں نرم گوشہ بھی پایا جاتا تھا۔ طاہرہ اقبال نے اس ناول میں ہندوستان کے اس مشترکہ سماج کی تصویر کشی بڑی مہارت سے کی ہے۔ دکانداروں اور تاجروں کا مذہبی فرق کو نظر انداز کرتے ہوئے، سماج کے تمام افراد کو محض سماجی برادری سمجھتے ہوئے، ہر ایک سے ایک طرح کا برتاؤ کرنا سماجی اقدار کے عروج کی نشاندہی کرتا ہے۔ ہندوستان کی تقسیم سے قبل کے مشترکہ سماجی نظام اور سماجی عناصر کی ایک دوسرے کے لیے پائی جانے والی محبت کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

> ''ادھر موہڑے، گوڑھے، تھلے، بگے، کرپال، پرتھے، ساگری، روات سکھوں کی دکانیں تھیں۔ چھنی عالم شیر میں خزاں سنگھ کی ہٹی سے بہت بڑی دکان تھی۔ یاد ہے محمد جان، ہم چھوٹی چھوٹی تھیں۔ پھوپھیوں، چاچیوں کے ساتھ باوا خزان سنگھ کی ہٹی میں جانا، ایسا بھا گوان کبھی خالی ہاتھ واپس نہ آنے دیا۔ جھولی بتاشوں یا مونگ پھلی سے بھرنی اور چنی چولے جو گا چولے کا ٹوٹا دے کر ٹورنا''۔[1]

طاہرہ اقبال نے گراں میں ہندوستان کی تقسیم سے قبل کے سماجی حالات کو ناسٹلجیا کی صورت میں بیان کیا ہے۔ اس ناول کے وہ کردار جنھوں نے مشترکہ سماج میں زندگی گزاری تھی، وہ ہندوستان کی تقسیم کے بعد ہجرت کر کے جب پاکستان مین بس گئے تو لازمی طور پر وہ فکری سطح پر خاصے متاثر ہوئے۔ انھیں اپنی زمینوں، جائدادوں اور مال واسباب سے زیادہ اس مشترکہ سماج کی یاد ستاتی تھی، جس کی سماجی اقدار کے وہ رسیا ہو چکے تھے۔ یہ ناسٹلجیائی کیفیت تقسیم کے موضوع پر لکھے جانے والے اکثر ناولوں میں دکھائی دیتی ہے۔ زمانی اعتبار سے طاہرہ اقبال کا ناول گراں، ناول نیلی بار پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس ناول میں انھوں نے ہندوستان کے مسلم ہندو مشترکہ سماج کا نقشہ کھینچنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان پر انگریز کی عملداری اور انگریز کے طرزِ حکومت کے سماجی پہلو کو بھی نمایاں کیا ہے جب کہ ناول نیلی بار نو آبادیاتی عہد کے سماجی منظر کو بیان کرنے کی بجائے ہندوستان کی تقسیم کے بعد کے پاکستان کے سماجی منظر نامے کی عکاسی کرتا ہے۔ ناول گراں میں انگریزی طرزِ حکمرانی کے خاص وصف ذات پات کے نظام کی تقویت اور سماج کو طبقات میں تقسیم کرنے کا رجحان زیادہ توانا دکھائی دیتا ہے۔ طاہرہ اقبال نے اس ناول میں نو آبادیاتی عہد کے سماج کے اس زاویے کو بھی نمایاں کیا ہے۔ وہ لکھتی ہیں:

> خاندانوں کی عزت تھی۔ کسی کمین چوراچکوں کو جرأت نہ تھی۔ فوج میں بڑی ذاتوں کے لوگ بھرتی ہوتے۔ انگریز سرکار اپنے درباروں میں خاندانی

> لوگوں کو کرسی پیش کرتے۔ آج ہر کمی کمین ذات بدل کر شہروں میں جا کر عزت دار بن بیٹھا ہے۔ ہائے انگریزی بڑی سیانی قوم، ہائے ایسی ست بھائیاں کسی چیز کی کمتی نہ ہوتی۔ زنانیاں سونے سے لدی رہتیں۔ انبار اناج سے خالی نہ ہوتے۔ مارشل ذاتوں کو عزت ملتی، سید، اعوان، راجپوت، پٹھان، پانچویں کسی ذات کو تو وہ منہ نہ لگاتے۔ ۲

طاہرہ اقبال کا ناول گراں زمانی اعتبار سے جس طرح تقسیم سے قبل کے ہندوستان کے مشترکہ سماج کا نقشہ کھینچا ہے، ناول نیلی بار میں ایسا نہیں ہے۔ اگرچہ ناول نیلی بار میں بھی انھوں نے قدیم سماجی روایات اور سماجی اقدار کی نشاندہی کی ہے اور سماج کے مختلف عناصر کی تصویر کشی کی ہے، لیکن اس ناول تقسیم سے قبل کا مشترکہ سماجی منظر نامہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ اس کے علاوہ ناول گراں میں انگریز طرزِ حکومت کے سماجی اثرات اور سماجی طبقات کا جو نظام سامنے آتا ہے، ناول نیلی بار اس سے بھی تہی دست دکھائی دیتا ہے۔

ناول نیلی بار میں مقامی تہذیب و ثقافت کی جھلکیاں اور سماج میں مقاومیت کا عنصر زیادہ شدت سے سامنے آتا ہے۔ گراں کے کردار تو ناسٹلجیائی کیفیات کے زیر اثر ہمیں ہندوستان کے مشترکہ سماجی منظر کی جھلک دکھاتے ہیں لیکن ناول نیلی بار کے کردار مقاومیت کے زیر اثر سماجی اقدار سامنے لاتے ہیں۔ یہ ایسی اقدار ہیں جو نیلی بار کے سماج میں آج بھی کسی نہ کسی صورت میں رائج ہیں۔ طاہرہ اقبال نے نیلی بار میں ان اقدار کی عکاسی کے لیے انداز بیان بھی ایسا تشکیل دیا ہے جو مقاویت کا عنصر لیے ہوئے۔ قاری پڑھتے ہوئے یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ یہ کہانی اور سماجی منظر نامہ ماضی کا نہیں بلکہ حال کو ہی بیان کیا جا رہا ہے۔ یوں گراں کی طرح ناسٹلجیائی کیفیات کی بجائے مقاویت کا عنصر اس ناول میں زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ ایک شادی کے موقع پر مقامی سماجی روایات کی جھلک ملاحظہ ہو:

> "گاؤں کی عورتیں میلوں پیدل چلتی بستی سے دور تک بارات کو رخصت کرنے آئیں اور رجدائی کے گیتوں اور آنسوؤں میں لپٹی دن چڑھے واپس لوٹیں۔ رنگلے کجاووں پر سوار لڑکیوں میں وہ بھی تھیں جنھیں بار کا گہنا کہا جاتا تھا۔ راوی کا سنگھار بولا جاتا تھا۔ جیسے ست بھرائی، ٹھراں، لکھاں، بختاں دونوں ابروؤں کے بیچ لال اور نیلے رنگ سے کھدا ہوا چاند ستارہ، ٹھوڑی کی نوک پر ہرے اور لال رنگ میں کندہ پھول پتیاں ہڑپہ کے کھنڈرات میں سے نکلنے والی ہندو دیویاں، گھڑی گھڑائی سنگ مرمر کی مورتیاں، کچی عمر کی نخریلی مٹیاریں، یہی تو چند بہار یہ دن ہیں جب پوران باران قدموں کی لتاڑ تلے ہے۔"۳

گراں اور نیلی بار کے متن سے ہم نے جو مثالیں پیش کی ہیں ان سے فرق واضح ہو رہا ہے کہ گراں میں ہندوستان کا مشترکہ سماجی منظر نامہ سماجی پیش کش کی بنیاد بنتا دکھائی دیتا ہے تو نیلی بار میں مشترکہ سماجی منظر نامے کی بجائے تقسیم کے بعد ایک مخصوص خطے "نیلی بار" جسے باران بھی کہا جاتا ہے، اس کی سماجی اقدار کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ یوں سماجی حوالے سے مکان کے تناظر میں دیکھا جائے تو گراں کا سماجی منظر نامہ زیادہ وسعت کا حامل معلوم ہوتا ہے۔

سماج تغیر پذیر ہوتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سماج میں تبدیلیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں ہی سماجی ارتقا کی ضمانت ہوتی ہیں۔ ایسے سماج جو تغیر کے عمل سے نہیں گزرتے ان میں جمود پیدا ہو جانے کی وجہ سے ان کی سماجی اقدار میں وسعت نہیں آپاتی۔ آج بھی دنیا کے چند ایسے خطوں کو دیکھیں جہاں کے لوگ جدید طرزِ زندگی سے غافل ہیں، ان کے ہاں ہمیں سماجی اقدار کا چلن وہی نظر آتا ہے، جو ان کی کئی نسلوں میں پہلے سے موجود تھا۔ جب کہ ایسے سماج جو وقت کے دھارے میں بدلتے چلے گئے، سماجی اور معاشی حالات نے ان کو بدلنے پر مجبور کر دیا، اگرچہ پہلے سے قائم سماجی اقدار کسی قدر متاثر تو ہوئیں تاہم بدلتے ہوئے معاشی منظر نامے نے ان قدیم سماجی اقدار کی جگہ نئی اقدار رائج کر دیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نئی رائج ہونے والی سماجی اقدار کی بنیاد اقدار اور روایات سے زیادہ دولت پر قائم ہو رہی ہیں۔ یہ سلسلہ اس مادیت پرستی کے دور میں بڑی شدت سے جاری ہے۔ طاہرہ اقبال کے ناول گراں میں ہمیں یہ وصف دکھائی دیتا ہے کہ انھوں نے وقت کے ساتھ ساتھ زمانے میں آنے والے بدلاؤ کو پیش نظر رکھتے ہوئے، سماجی اقدار میں آنے والے تغیر کو بھی سامنے لانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ یہاں ان کا انداز بیان ایسا ہے کہ وہ معاشی صورت حال کو سماجی منظر نامے اور خاص طور پر سماجی اقدار میں تغیر کی وجہ قرار دیتی ہیں۔ ناول گراں سے ایک جھلک ملاحظہ ہو:

> بے بسی گالیوں، بد دعاؤں کی صورت میں بہہ نکلی، مہندی کے گھلے ہوئے تھال پڑے رہ گئے۔ مہندی چوڑیوں سے سجے چنگیر، پھول جھنڈیاں، گوٹے کناریاں لڈو مٹھائیوں کے ٹوکرے خود کھانے کو دوڑنے لگے۔ اب گڑ بتاشے بانٹنے اور مائیاں بنانے کا رواج ختم ہو رہا تھا۔ کبھی مائیوں کی رسم کے لیے کئی روز یہ مائیاں یعنی میٹھی ٹکیاں بٹتی تھیں۔ پورے گراں کی عورتیں اکٹھی ہوتیں کوئی گڑ کا شربت بناتی، کوئی اس شربت سے سخت سا آٹا گوندھتی، کوئی بیلنے پر ٹکیاں گھڑتی۔ کچھ ان ٹکیوں کو کڑکتے ہوئے دیسی گھی میں تلتیں۔ جو مایوں کی رسم میں عورتوں میں تقسیم کی جاتی تھیں۔ لیکن اب یہ سب قدیمی رسمیں ولایت کی دولت نے ہڑپ کر لی تھیں۔ اور آج ولایت سے آئی دولت کے یہ سبھی امیرانہ اظہاریے اجڑی ہوئی اس محفل کا جیسے منہ چڑھاتے تھے۔[۴]

بدلتا ہوا یہ سماجی منظر نامہ ہمیں جس شدت سے گراں میں دکھائی دیتا ہے، ایسی شدت ناول نیلی بار میں سامنے نہیں آتی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ناول نیلی بار میں ماضی سے زیادہ توجہ عصری تاریخ پر مرکوز رہی ہے۔ ناول نگار نے عصری تاریخ کو بیان کرتے ہوئے زیادہ تر سیاسی اور حکومتی عناصر کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اور اس ناول میں سماجی منظر نامے کے حوالے سے بھی انھی عناصر کے اثرات زیادہ شدت سے سامنے آتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ناول گراں کا موضوع بننے والے پوٹھوار کا خطہ ایسا ہے جس سے ۱۹۷۰ء کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے ترک سکونت کر کے یورپی ممالک اور برطانیہ میں ڈیرے ڈالے۔ وہاں سے آنے والے پیسے نے اس خطے کی معاشی حالت کو سدھارنے کے ساتھ ساتھ اس خطے میں بسنے والے لوگوں کے طرزِ زیست کو بھی بدل دیا۔ جب کہ ناول نیلی بار میں ایسی صورت حال دکھائی نہیں دیتی۔ یہ ناول سماجی حوالے سے تقسیم ہند کے واقعات اور ان کے سماجی اثرات کو موضوع بناتا ہے تو پھر بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے پاکستانی سیاسی منظر نامے تک پھیلتا چلا جاتا ہے۔

ناول گراں اور نیلی بار میں سماجی سطح پر ہونے والے تغیرات کا اہم نکتہ یہ ہے کہ گراں کا سماجی منظر نامہ معاشی حالات کے تحت بدلتا دکھائی دیتا ہے جب کہ نیلی بار کا سماجی منظر نامہ بدلنے میں سیاسی اور حکومتی عناصر کا عمل دخل خاصا زیادہ ہے۔ خاص طور پر مارشل لا کے دور میں سماجی جبر اور حکومتی جبر سے سماج میں جو تغیر پیدا ہوا، وہ اس ناول میں بڑی شدت سے سامنے آتا ہے۔ گراں میں سماجی کے جبر کا ایسا منظر نامہ دکھائی نہیں دیتا۔

ناول گراں اور نیلی بار میں سماجی حوالے سے ایک اہم فرق یہ بھی ہے کہ ناول گراں میں غالب سماج گاؤں کا سماج ہے۔ گاؤں کی سماجی اقدار، گاؤں میں تغیر کے عناصر اور ان کے زیر اثر سماج میں آنے والا بدلاؤ اس ناول کا اہم موضوع بنے ہیں جب کہ ناول نیلی بار میں اگرچہ ابتدائی ابواب گاؤں کی زندگی کے گرد گھومتے ہیں تاہم آگے چل کر ناول میں کسی نہ کسی حد شہری سماج کی جھلکیاں بھی دکھائی دینے لگتی ہیں۔

گراں اور نیلی بار کے ان سماجی افتراکات کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے عناصر بھی ہیں جو سماجی حوالے سے دونوں ناولوں میں کسی حد تک اشتراکات بھی پیدا کرتے ہیں۔ ان میں اہم عمل سماج کے عام اور خاص طور پر نچلے اور متوسط طبقے کی سماجی اقدار اور سماجی روایات ہیں۔ شادی بیاہ اور فصلوں کی کٹائی کے وقت سامنے آنے والی سماجی اقدار کا منظر نامہ دونوں ناولوں میں کسی حد تک ملتا جلتا دکھائی دیتا ہے۔ گاؤں کی سطح پر ان سماجی اظہاریوں کے موقع پر بولے جانے والے گیت اور بولیاں دونوں ناولوں میں اپنے بھرپور تاثر کے ساتھ دکھائی دیتی ہیں۔ دونوں ناولوں میں طاہرہ اقبال نے سماجی اقدار کو ان کے اصلی رنگ میں پیش کرنے کے لیے جزئیات نگاری پر خاص توجہ دی ہے۔ خاص طور پر شادی بیاہ اور فصلوں کی کٹائی کے مواقع جو سماجی اقدار کے اہم اظہاریے ہوتے ہیں، ان مواقعوں پر سماجی اقدار کی پیش کش بڑی مہارت سے کی گئی ہے۔ بولیوں اور گیتوں کے ذریعے انھوں نے ان میں مقاومیت کا رنگ بھرا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو گراں اور نیلی بار دونوں ناول اپنے سماجی خصائص کے حوالے سے اردو کے اہم سماجی ناولوں میں شمار کیے جاسکتے ہیں۔ ان دونوں ناولوں کے زمانی اور مکانی منظر نامے کو مدنظر رکھتے ہوئے انھوں نے دونوں کی

کہانیوں میں جس سماج کو پیش کیا ہے وہ پوٹھوار (گراں) اور نیلی بار (نیلی بار) کا حقیقی سماج ہے۔ طاہرہ اقبال نے بڑی مہارت سے ان دونوں سماجوں کو سماجی روایات کے ساتھ ساتھ بدلتی ہوئی سماجی اقدار کے تناظر میں سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ سماجی حوالے سے ان ناولوں میں جامد کی بجائے ارتقا پذیر سماج دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے ناول کی کہانی کے عہد کے تقاضوں کو نبھاتے ہوئے اس عہد میں سماجی سطح پر پیدا ہونے والے تغیرات کو بھی ناول کا حصہ بنایا ہے۔ یوں یہ دونوں ناولوں سماجی حوالے سے خاصے کامیاب ناول بن کر سامنے آئے ہیں۔

طاہرہ اقبال نے ان دونوں ناولوں میں سماج کا حقیقی چہرہ دکھاتے ہوئے اس حقیقت کو مد نظر رکھا ہے کہ کہیں بھی ان خطوں کی سماجی اقدار کی اصلیت کو مجروح نہ ہونے دیا جائے۔ یہ ان دونوں ناولوں کی بڑی خوبی ہے۔ سماجی اقدار کو ان کی اصل حالت میں بیان کرنے کے لیے انھیں زبان کو بھی جس طرح بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی، اس کو بھی بدلا اور لسانی منظر نامے کو اہم جانتے ہوئے سماجی حقائق کو مقامی سماجی کردار کے ذریعے سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ طاہرہ اقبال، گراں، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء، ص:۳۹

۲۔ ایضاً، ص:۴۱

۳۔ طاہرہ اقبال، نیلی بار، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء، ص:۳۳

۴۔ طاہرہ اقبال، گراں، ص:۹٦